ڈائری ———— پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج

سلام اُس پر کہ جس نے طبقۂ نسواں پہ رحمت کی

پاکستان کے مشہور چینل جیو ٹی وی نے ربیع الاول کے خصوصی پروگراموں میں ایک پروگرام "محسن خواتین" کے نام سے پیش کیا۔ جسمیں مجھے بھی بطور اسپیکر مدعو کیا گیا اور پندرہ پندرہ منٹ کی تقریریں الگ الگ ریکارڈ کروائی گئیں۔ یہ علمی نوعیت کی تقریریں، خواتین کے تعلق سے جداگانہ عنوانات پر تھیں۔ پہلی تقریر جو ۱۹ مارچ کو شام سات بجکر پندرہ منٹ پر نشر ہوئی، اس کا عنوان تھا۔ "خواتین کی وراثت" میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام سے قبل عربوں میں عورتوں کو انسان کم Commodity زیادہ سمجھا جاتا تھا اور بیوہ ہونے کے بعد انہیں مال وراثت کی طرح تقسیم کر لیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورتوں کو نہ صرف مال وراثت بننے سے روکا بلکہ انہیں خود مردوں کی طرح مال وراثت میں شریک کیا۔ اور انہیں صاحب جائیداد ہونے کا اسی طرح حق دیا، جس طرح یہ حق مردوں کو حاصل ہے۔ میں نے کہا کہ آیات وراثت میں تین جگہوں پر مردوں اور عورتوں کی وراثت کا پرسنٹیج ایک ہی رکھا گیا ہے یعنی بغیر Gender discrimination کے ہر دو اصناف میں مساوات کے پہلو کا لحاظ ہے۔ جس سے یہ اصول برآمد ہوتا ہے کہ مال وراثت میں عورت کو ہمیشہ بطور تکمیل جینڈر کے آدھا حصہ نہیں دیا گیا۔ بلکہ جہاں جیسی ضرورت محسوس کی گئی وہاں ویسا ہی حصہ دلوایا گیا ہے۔ اس لیئے اس مسئلہ کو عورت کی کمتری پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

دوسری تقریر جو ۱۸ مارچ کو نشر ہوئی، اس کا عنوان تھا "خواتین کا حق نکاح وطلاق" میں نے کہا کہ جس طرح مرد اپنی پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی اپنے مطلوب مردوں سے نکاح کرنے کا حق رکھتی ہیں۔ ایجاب وقبول کا مطلب، دراصل یہی ہے کہ عورتیں اپنی آزاد مرضی سے نکاح کریں ورنہ ایجاب وقبول بے معنی ہوگا۔ ایجاب وقبول کی اصطلاح سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام جبری شادی کا مخالف ہے اور کمسنی میں شادی کا بھی نیز قرآن سے شادی کا بھی۔ کیونکہ "شادی اور جبر واکراہ" "شادی اور کمسنی" یہ دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ کیونکہ کمسنی میں شادی، خواہ مرد کی ہو یا عورت کی وہ آزاد مرضی کی تنقیص ہوتی ہے اس لیئے ایسی شادی کو اسلامی نہیں کہا جاسکتا، اور "قرآن سے شادی" نہ صرف عورتوں پر ظلم ہے بلکہ خود قرآن کی بھی توہین ہے۔ وہ قرآن کہ جس نے عورتوں کو نکاح کا اختیار بخشا ہو اسی قرآن کو اسی حق کے سلب کا ذریعہ بنانا خود قرآن کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ قرآن نے مطلقہ اور بیوہ عورتوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ بغیر اذن ولی کے اپنے ذاتی اختیار سے جب چاہیں، نکاح کر سکتی ہیں البتہ کنواریوں کے سلسلے میں اس نے خاموشی اختیار کی ہے، جسکا انحصار واقعات وحالات کے اقتضا پر ہے، جہاں جیسی ضرورت داعی ہو، وہاں ویسی ہی صورت اختیار کی جاسکتی ہے.........اسی طرح عورتوں کو مردوں کے حق طلاق کے مقابلہ پر حق خلع دیا گیا ہے، جو ایک پہلو سے اسی حق کے مماثل ہے۔ مطلب یہ کہ عورت اگر خلع کا مطالبہ کرے تو شوہر کو چاہئے کہ وہ اس کے مطالبۂ خلع کے وجوہ پر غور کرے اور اسکی شکایت کا ازالہ کرے، اسے اس مطالبہ سے باز رکھے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو عورت کو طلاق دے دے، وگرنہ یہ حق، عورت کو عدالت سے حاصل کرنا پڑے گا۔ خواہ شوہر اس پر راضی ہو یا نہ۔ عدالت کے فیصلہ کے بعد عورت آزاد تصور

ہوگی۔ اسی کو فسخ نکاح کہتے ہیں۔

اور تیسری تقریر ۲۰ مارچ کو بعنوان "مساوات مرد وزن سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات" نشر ہوئی۔ میں نے اس موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں کو یکساں میٹریل سے تخلیق کیا ہے۔ تخلیق کے پہلو سے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ تاہم بعض کاموں کی وجہ سے کسی صنف کو دوسری صنف پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ بعض امور دونوں اصناف میں الگ الگ نمایاں ہیں۔ جو انہیں ایک دوسرے سے افضل ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جیسی اچھی اور بری صلاحیتیں مردوں کے پاس ہوتی ہیں۔ ویسی ہی اچھی اور بری صلاحیتیں عورتوں کے پاس بھی ہوتی ہیں۔ اس لیئے عورتوں کو برا سمجھنا اور مردوں کو اچھا سمجھنا یا اس کے برعکس سمجھنا غلط اور غیر اسلامی تصور ہے۔ میں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ فضیلت مرد یا عورت کی جنس کو نہیں بلکہ اس کردار کو حاصل ہوتی ہے، جو ان دونوں میں سے کسی کے پاس ہوتا ہے۔

بارہ ربیع الاول اور ہمارے موضوعات

پاکستان کے ایک اور معروف چینل ہم ٹی وی نے ۲۱ مارچ بمطابق ۱۲ ربیع الاول صبح دس بجے ایک لائیو پروگرام Morning withe Hum میں مجھے بطور Guest مدعو کیا۔ سوا گھنٹے کے اس پروگرام میں میں نے اپنی میزبان غزل کے مختلف سوالوں کے جوابات دیئے میں نے اپنے جوابات میں قرآن مجید کا سب سے زیادہ ذکر کیا۔ میں نے کہا کہ لوگ جس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اسی طرح کا ماحول بننے لگتا ہے۔ کیونکہ بھی لوگ ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں اور غیر محسوس کن انداز میں ایک دوسرے سے سیکھتے رہتے ہیں۔ یہ علم النفسیات کا اہم مسئلہ ہے اس لیئے ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن کی باتیں کرنے سے معاشرے میں قرآن کی باتوں کو فروغ ملتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کو قرآن پر تدبر کرنے سے روک دیں گے تو لازمی لامحالہ نفسیاتی رد عمل یہ ہوگا کہ لوگ قرآن پر غور وفکر کرنا بند کر دیں گے۔ لیکن اگر ہم لوگوں میں بیٹھ کر قرآن کی کسی آیت پر اپنی تحقیق بتائیں گے تو سننے والوں میں بھی تحقیق کا ذوق پروان چڑھے گا اور وہ بھی چاہیں گے کہ قرآن کی کسی آیت پر کوئی تحقیق ہمیں بھی سنائیں۔ میں نے "ٹریفک کے مسئلہ پر کہا" کہ رحمٰن کے بندے زمین پر آہستگی، وقار اور غیر متکبرانہ انداز میں چلتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہی بندے، جب کسی گاڑی کو چلائیں تو چلنے کے ادب آداب بھول جائیں۔ چونکہ گاڑی خود بخود نہیں چلتی۔ اسے کوئی بندہ چلاتا ہے۔ پس کسی گاڑی کی رفتار کو دیکھکر اس کے چلانے والے کے کردار کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ "صحت وصفائی" کے مسئلہ پر میں نے کہا کہ جس پیغمبر ﷺ کا جشن پیدائش منایا جا رہا ہے۔ انکی تعلیمات کو رو بہ عمل لایا جائے تو دنیا سے غلاظت اور گندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ ذرا غور کیجئے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی دعوت قبول کرنے والوں کو سب سے پہلے نماز کا درس دیا۔ نماز بغیر پاکی بدن، بغیر پاکی ثوب (کپڑے) اور بغیر پاکی سرزمین کے نہیں ہوتی اور یہ کہ پھر اس پاکی اور صفائی کا دن میں پانچ مرتبہ خیال رکھنا پڑتا ہے، اس طرح صرف نماز کی ادائیگی سے ہمیں کئی طرح کی پاکیزگیاں اور صفائیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔

میں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کا یوم ولادت تاریخ انسانیت کا ناقابل فراموش واقعہ ہے۔ اس واقعہ کی یاد منانا پوری انسانیت پر واجب ہے۔ مگر یاد رہے منانے کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یاد منانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہو

سکتا ہے کہ ہم اس واقعہ کو بجائے سال بہ سال منانے کے، ہر ہفتہ اسی طرح منائیں، جس طرح خود رسول اللہ ﷺ نے منایا، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "میں پیر کے دن اس لیئے روزہ رکھتا ہوں کہ وہ میری پیدائش کا دن ہے" یاد رہے کہ روزہ قرب الٰہی کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ میرے لیئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں پس ہمارے نبی کا جشن ولادت اگر ہمیں قرب الٰہی عطا کرے تو اس سے بڑی فوز و فلاح اور کیا ہو سکتی ہے؟

بچوں کی تعلیم میں ماں کا کردار

جامعہ اسلامیہ کورے وال (ٹرسٹ) کراچی میں گزشتہ کئی سالوں سے محفل میلاد النبی کا پروگرام منعقد ہوتا ہے۔ جسمیں بالعموم کسی ایک عالم کو تقریر کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا محمد اعظم سعیدی جیسی متحرک، مخلص اور پرکشش شخصیت کی طرف سے دعوت ہو اور اہل علم و دانش کی معتد بہ تعداد سماعت کے لیئے جمع نہ ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہر حال اس بار (۲۰ اپریل بروز اتوار صبح دس بجے) تقریر کا قرعہ فال میرے نام نکلا تھا۔ چنانچہ مجھے "بچوں کی تعلیم میں ماں کا کردار" کے موضوع پر کچھ گزارشات پیش کرنے کو کہا گیا۔ میری تقریر کا دورانیہ آدھے گھنٹے پر مشتمل تھا۔ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الجنۃ تحت اقدام الامہات یعنی جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ بہت مشہور حدیث ہے۔ مگر اسے صحیح طرح سے سمجھا نہیں گیا۔ بالعموم یہ حدیث بطور "حق" کے کہی گئی ہے جبکہ یہ اصلاً بطور "فرض" کے ہے۔ مطلب یہ کہ آنحضرت ﷺ کے کلام کا منشا و مقصود، ماؤں کو آگاہ کرنا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں یوں طور ادا کریں کہ انکی اولاد، بہترین تربیت پا کر جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو سکے۔ گویا ماں اپنی حسن تربیت سے اپنی اولاد کو جنتی بنائے تو جب ماں اپنے حسن گفتار و کردار سے اپنی اولاد کی تربیت کرے گی تو لامحالہ انکی اولاد بھی آگے چل کر ایسی نیکی کی جو اپنی ماں کے قدموں کو جنت قرار دے گی۔ گویا ماں کے قدم دراصل اولاد کے حسن عمل سے جنت بن جائیں گے۔ اس طرح یہ حدیث بطور فرض کے ساتھ بطور حق کے بھی قابل فہم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کی رو سے ماؤں کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیئے واقعی جنت ہیں (یعنی جنت میں داخلے کا سبب ہیں) یا یوں یعنی اولاد کو ماں کی عظمت کا احساس دلایا گیا ہے کہ وہ اپنی ماؤں کو اپنی جنت سمجھیں...... میں نے مثلاً سمجھایا کہ بچے کی زبان وہی ہوتی ہے، جو ماں بولتی ہے۔ یعنی ہر بچہ سب سے پہلے اپنی ماں کی زبان سیکھتا ہے۔ اس لیئے ماؤں کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ بچہ جن دنوں زبان سیکھ رہا ہوتا ہے، تو فقط زبان ہی نہیں بلکہ زبان کے ساتھ غیر شعوری طور پر وہ سب کچھ سیکھ رہا ہوتا ہے، جو اس کا ماحول ہوتا ہے یعنی اپنی ماں کا ماحول۔ بلکہ علمائے نفسیات کی رو سے تو بچے کا لرننگ پروسس، ماں کے پیٹ سے ہی شروع ہو چکا ہوتا ہے اس سلسلے میں ماؤں کو حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اسے آپ سمجھ سکتے ہیں۔ یعنی اسکول جانے کی عمر سے پہلے ہی، بچہ وہ سب کچھ سیکھ چکا ہوتا ہے، جو ماں کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اس لیئے تو ماں کو بچے کی پہلی درسگاہ ہونے کا اعزاز فطری طور پر حاصل ہے۔ اور وہی بچے کی اصل استاد ہے۔

سنت رسول ﷺ کی پیروی ہر دور کے لئے ذریعہ فوز و فلاح

۱۹ اپریل بروز ہفتہ شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ کراچی میں طلبہ و طالبات کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا۔ عنوان تھا "سنت رسول ﷺ کی پیروی ہر دور کیلئے ذریعہ نجات"۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی کیلئے شعبہ کے تمام منتظر اساتذہ موجود تھے۔ اور انہوں نے تقریریں بھی کیں، جن میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا۔ مجھے بھی تقریر کے لیئے مدعو کیا گیا۔ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ سنت رسول ﷺ کی پیروی ہر دور کیلئے فقط ذریعہ' نجات ہی نہیں بلکہ ذریعہ' فوز و فلاح بھی ہے۔ کیونکہ فلاح کھیتی کے برومند ہونے اور پروان چڑھنے کو کہتے ہیں، اور فوز، کسی کامیابی کے حصول کو۔ جبکہ نجات کے ساتھ کسی سزا، عذاب، بیماری قرض اور مقدمے وغیرہ کا تصور ناگزیر ہے، اور اس سے بچ جانا فقط نجات کہلاتا ہے۔ اس لیئے نجات کوئی آئیڈیل صورتحال نہیں ہے اور ویسے بھی نجات میں PERMANANCY نہیں ہوتی، بلکہ اکثر عارضی پن ہوتا ہے۔ جبکہ فوز و فلاح میں مستقل اقدار کارفرما ہوتی ہیں۔ یہ اقدار ان محکم قوانین پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں روبہ عمل لا کر "نجات" سے بہت ارفع و اعلیٰ چیز میسر آتی ہے۔ اس لیئے عنوان یہ ہونا چاہیئے تھا کہ سنت رسول ﷺ کی پیروی میں ہر دور کے لیئے فوز و فلاح ہے۔ میں نے کہا کہ سنت رسول ﷺ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ یعنی جو کچھ قرآن نے کہا وہ سب رسول ﷺ نے کر دکھایا۔ اور اب یہی ہمارے لیئے نمونہ ہے۔ ہمارے رسول ﷺ قرآنی سیرت کا اعلیٰ ترین معیار ہیں۔ اگر آپکی پیروی ناممکن العمل ہوتی تو آپ ﷺ نمونہ' عمل نہ ہوتے۔ آپ کا نمونہ' عمل ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ جس طرح حضور نے قرآن کے ارفع و اعلیٰ پروگرام کے مطابق ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ آپکی پیروی کے نتیجے میں یہ ممکن ہے کہ دوبارہ وہی انقلاب ایک بار پھر برپا ہو جائے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ میلاد النبی ﷺ یا سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے منعقد ہونے والے اجتماعات اسی محوری فکر کے اجراء و اعادہ پر مشتمل ہونے چاہیں۔ اور دہشت گردی کے عالمی ماحول میں ہمیں آپ کی رحمت للعلمین کے تصور کو واضح کرنا چاہیئے۔ نئی زمانہ ہمیں یہ تصور واضح کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ آپ کا اقدام نہ صرف انسانوں کے لئے بلکہ پوری کائنات کے لیئے رحمت ہے۔ رحمت کا لفظ رحم سے بنا ہے۔ اور رحم جنین یعنی بچے کی پرورش گاہ کا نام ہے۔ اس لئے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ رسول ﷺ کی ذات اور رسول ﷺ کے نظام میں تمام انسانوں کے لیئے حیات فکری و عملی، حیات ذہنی و جسمی، اور بتدریج نشوونما کا سامان رحمت کس طرح رکھ دیا گیا ہوگا۔ اسی لئے پروردگار عالم نے آپ ﷺ کو رحمت للعلمین قرار دیا ہے۔